غلام محی الدین غزنوی
پیر ثانی
کا
سالانہ
عرس پاک
عظیم الشان
10/11 جون 2006
زیر صدارت
علاؤ الدین صدیقی

وصایا

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب و ترجمہ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

المعارف

گنج بخش روڈ ○ لاہور

marfat.com

وصایا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب و ترجمہ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

المعارف ۰ گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com

جُملہ حُقوق بحق المعارف محفوظ ھیں

ناشر : ــــــ المعارف گنج بخش روڈ، لاہور

طابع : ــــــ بختیار پرنٹرز ۔ لاہور

سالِ اشاعت: ــــــ ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۳ھ

تعداد: ــــــ ایک ہزار

◎

بسعی و اِہتمام

نجیب احمد قریشی

marfat.com

ترتیبِ وصایا

پیش لفظ	مُترجم	مولانا نسیم احمد فریدی امروہی
مختصر حالات	صاحبِ نفحات الانس	مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ
ادائیگی حقوق اللہ	وصیّت	جامعِ رسالہ نے حضرت سہروردیؒ کی قلمی تحریر سے نقل کی
شرورِ نفس اور اُس کا علاج	وصیّت	بنام شمس الدین سمرقندیؒ
ضبطِ اعضاء و جوارح اور محاسبۂ قلب	وصیّت	بنام صفی الدین علی بن رشیدؒ
طریقِ استقامت اور ضرورتِ شیخ	وصیّت	بنام متوسّلین و عامّۃ المسلمین
ارادت کی ضرورت اور مُرید کے فرائض	وصیّت	بنام نصیر الدین بغدادیؒ
تقرّبِ الی اللہ اور ذکرِ مُراقبہ	وصیّت	بنام امام نجم الدینؒ
تقویٰ، زُھد اور دوامِ عمل	وصیّت	بنام عبدالعزیزؒ
اللہ و رسولؐ اور والدین و مشائخ کے حُقوق	وصیّت	بنام صاحبزادہ عماد الدینؒ
فقر و درویشی کے لئے بنیادی اُمور	وصیّت	بنام بعض فقراء اور درویش
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی طرف سے	اِجازت نامہ	برائے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ
مجموعۂ وصایا کے چند ———	اِقتباسات	نصائح ملفوظات اور کلماتِ طیبات

marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَالصّلوٰۃ والسّلامُ عَلٰی سَیّدِنَا
مُحمّدٌ رَّسُول اللّٰہ وَاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِین۔

قافلہ سالارِ سلسلۂ سُہروردیہ قطب العارفین حضرت شہابُ الدین ابوحفص عمر بن مُحمد صِدّیقی سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اِمامِ طریقت اور پیشوائے راہِ سلوک تھے۔ اَخلاق وتصوّف میں ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ ان کی کتاب عوارف المعارف طالبین اور سالکین کے لیے ایک راہ نما کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد کے ہر سلسلہ کے مشائخ نے اِس سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الاسلام بابا فریدالدّین مَسعُود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محبوبِ الٰہی نظامُ الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرِ طریقت کی خانقاہوں میں اِس کتاب کے درس و تدریس اور مُطالعہ ومذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح کا راز بھی غالباً اِس خوش نصیبی میں مضمر ہے کہ وہ "پیرِ دانا ئے فرخ شہاب رحمۃُ اللہ علیہ" کے مُرید اور اُن کے فیوضِ رُوحانی سے مستفیض تھے۔ انھوں نے بوستان میں اپنے پیرِ مرشد کی دو اہم نصیحتیں دو شعروں میں نظم کی ہیں جن کو انہوں نے براہِ راست سُنا تھا وہ دو شعر یہ ہیں ؎

marfat.com

مرا پیر دانائے فرخ شہاب
دو اندر ز فرمود بروئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

یعنی مجھ کو میرے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ساحل دریا پر (جبکہ وہ غالباً دریائی سفر کے لئے کشتی میں سوار تھے یا سوار ہونے والے تھے) یہ دو نصیحتیں فرمائیں:

۱ : خود بینی نہ کرنا یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر غرور و تکبّر نہ کرنا

۲ : دوسروں کو بُرا نہ سمجھنا اور خوامخواہ اُن کے عیب تلاش کرنے کا طریقہ اختیار نہ کرنا۔

مولانا علاؤالدین صدیقی پھلتی مرحوم کی عنایت سے مجھے کتب خانہ مدرسہ فیض الاسلام پھلت کے ایک قلمی نسخے کے مطالعہ کا موقعہ ملا تھا جو وصایائے قطب العارفین حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ پر مشتمل ہے اور عربی زبان میں ہے۔ یہ وصایا متعدد مُریدین، متعلقین اور خلفاء کو کی گئیں ہیں۔ ان میں عقائد و اخلاق اور اعمال و کردار کے سنوارنے کی باتیں بھی ہیں اور شریعت و طریقت کے اسرار و رموز بھی، سلوک و تصوف کی اہم اور ضروری ہدایات بھی ہیں اور سلسلۂ سہروردیہ کے خصوصی و امتیازی نشانات بھی ——— مَیں نے مناسب سمجھا کہ ان وصایا میں سے بطور اقتباس و انتخاب ان کلمات کا ترجمہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کر دوں جن کو مَیں سمجھ سکا ہوں اور جن سے عمومی دینی فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔

ان وصایا کے اندر بڑی کشش اور دل آویزی ہے ایک بانیٔ سلسلہ بزرگ کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے یہ کلمات براہِ راست قلب کو متاثر کرتے ہیں۔ مَیں نے اِن وصایا کی

تلخیص و ترجمہ کا کام ضروری سمجھا اور ماہنامہ الفرقان کی متعدد اشاعتوں میں یہ وصایا شائع ہوتے ہیں۔ ان کی افادیت کے پیشِ نظر حضرت مولانا نعمانی نے ان پر نظرِ ثانی کرکے یکجا کرنے کا ایما فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام اُمتِ مُسلمہ کو کتاب و سُنّت کی پابندی کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کے کلماتِ طیبات ارشادات اور نصائح ووصایا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نسیم احمد فریدی امروہوی

marfat.com

مختصر حالات

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ تصوّف و سلوک میں آپ کا اِنتساب آپ کے چچا حضرت ابوالنجیب سُہروردی مکیؔ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔ غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ تم عراق کے مشاہیر میں آخری شخص ہو۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جیسے: عوارف المعارف، رشف النصائح اور اعلام التقٰی وغیرہ۔ عوارف کو مکہ معظمہ میں تصنیف کیا۔ اثنائے تصنیف میں جب کوئی اشکال پیش آتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور طوافِ خانہ کعبہ کرکے طلبِ توفیق کرتے تھے تاکہ اشکال دُور ہو اور حق واضح ہو جائے۔ آپ بغداد میں اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے۔ دُور و نزدیک کے اربابِ طریقت آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ آپ کو ایک شخص نے لکھا تھا ــــــ یا سیّدی! اگر میں عمل چھوڑ دوں تو (ڈرتا ہوں کہ) تعطّل و بیکاری کی طرف چلا جاؤں گا اور اگر عمل کروں تو (یہ ڈر ہے کہ) مجھ میں تکبّر و غرور آجائے گا۔ (پھر میں کیا کروں؟)؛ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

"(نیک) عمل کر اور تکبّر و غرور سے استغفار کر"۔[1]

---

[1] نفحات الانس از: مولانا عبدالرحمٰن جامی

marfat.com

رسالہ اقبالیہ میں مذکور ہے کہ شیخ رکن الدین علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ سعدالدین حموی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے کیسا پایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر ہیں جس کا کہیں کنارا نہیں ہے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے کیسا پایا۔ جواب دیا کہ متابعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی میں چمک رہا ہے وہ چیز ہی کچھ اور ہے۔

آپ کی ولادت رجب ۵۳۹ھ میں، اور وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں آپ کو مطلع الانوار، منبع الاسرار، دلیل الطریقہ، ترجمان الحقیقہ قدوۃ العارفین، عمدۃ السالکین، العالم الربانی وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے۔

marfat.com

اَدائیگی حقوق اللہ

وصیت

جو جامعِ رسالہ نے حضرت سہروردیؒ کے قلم سے لکھی ہوئی تحریر سے نقل کی

جس کسی کا قلب نورِ ایمان سے منوّر ہوگیا اور جس کو اسلام کے متعلق شرحِ صدر ہوگیا اس کے تمام اعضاء و جوارح میں نور سرایت کر جاتا ہے اور وہ شرع کے دائرے میں اپنے آپ کو مقیّد کر دیتا ہے پھر وہ بندہ اس مقام پر ہو جاتا ہے کہ اس کی زبان میں نور پیدا ہو جاتا ہے پس وہ حق بولتا ہے۔ صادقین کے قلوب اس کے قول کی طرف متوجّہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس کے قول اور نصائح سے راہِ استقامت پر آجاتے ہیں۔ انابتِ قلب اس کے اندر متحقّق ہو جاتی ہے اور جس کو انابت حاصل ہو جاتی ہے وہ ان وسوسوں کی نفی کرتا ہے جو دل میں گھومتے ہیں اور ان افکار کو دُور کرتا ہے جو سودائے قلب کو گھیرے رہتے ہیں۔ وہ "حدیثِ نفس" کو دُور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مُناجات اور اس کے سامنے تضرّع و زاری اس کے قلب کی عادت بن جاتی ہے۔ بجائے "حدیثِ نفس" کے قرآن کے معانی اس کے قلب میں جاگزیں ہوتے ہیں اور بسا اوقات کمالِ نورانیت قلب کے ساتھ ساتھ "معانی القرآن" اور "مطالعہ عظمتِ متکلم" بھی اس کے اندر جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ حال ہو جاتا ہے تو وہ قرآن کا بڑا حصّہ بغیر وسوسہ اور بغیر حدیث النفس کے پڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ان رجالِ صدّیقین اور مشائخ صوفیہ کی صحبت کی برکت سے

marfat.com

حاصل ہوتا ہے جو ائمۃ المتقین اور صاحب احوال ہوتے ہیں اور جن کو علم وراثت (علمِ ظاہر) پر عمل کرنے سے علمِ وراثت (علمِ حقیقی) حاصل ہوتا ہے اور جو صادقین کے قلوب اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ حضرات زمین پر اللہ کا لشکر ہیں۔ احوال اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں مگر یہ بطریقِ صحبت حاصل کئے جاتے ہیں۔ وجود الاحوال بطریق صحبت کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بیج کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اُگنے اور سرسبز ہونیکی خاصیت رکھی ہے لیکن پہلے بیج بونے والا محنت کرتا ہے اور اپنی قوت کو فعل میں لاتا ہے۔

شکر، اشرف الاعمال ہے اور سب اعمال کے مقابلے میں کم پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ

"میرے بندوں میں شکرگزار بندے کم ہیں" (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ بندے کا قلب ان چیزوں میں مشغول ہو جن میں اعضا وجوارح مشغول ہیں۔ اِس لیے کہ شکر (قلب کا) ایک مستقل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۚ

"اے داؤد کے گھر والو! شکر کا عمل جاری رکھو!"

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ "ہمت" کو اسی کی طرف مجتمع رکھا جائے۔ اور قلب کی توجہ اسی کی جانب ہو۔ مراقبہ، مشاہدہ، اللہ تعالیٰ کی محبت اور یہ تصوّر کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امر سے چشم پوشی اور درگذر نہیں کرتا کہ بندے کا قلب (کلیۃً) کسی کے ساتھ ہو۔ چاہیے کہ اعضاء و جوارح کا عمل اپنے دائرہ تک محدود ہو اور قلب

marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اس لئے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نہ کہ اس کے سوا کسی کے لئے۔ قلوب زمین پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے۔ پس ان کے بارے میں کوئی مسامحت اور کوتاہی نہ ہونے پاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب کی طرف نظر رکھتا ہے۔" (الحدیث)

اگر بندہ (بالفرض) کسی مکروہ جگہ بھی ہو مگر اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو وہ اللہ کے قریب ہے اور اگر وہ کعبہ میں ہو اور اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو تو وہ بعید ہے۔ میری عادت نہیں کہ شطحیات (خوامخواہ کی جذباتی اور جوشیلی باتیں) بیان کروں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں بات کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

خیر پورے طریقے پر "جمعیت" کے اندر ہے اور شر کلی طور "تفرقے" میں ہے۔ بندہ جمعیتِ قلب کی طرف اسی وقت متوجہ ہو سکتا ہے جبکہ اس کو اتحادِ مقصود حاصل ہو اور جب کسی کے مطلوبات کثیر ہوئے تو اس کے افکار منتفرق ہو گئے اور جب مطلوب میں اتحاد آیا تو نصبُ العین مجتمع اور متعین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس قلب کو پسند نہیں کرتا جس میں تفرقہ ہو۔ دو ذکر ایک قلب میں جمع نہیں ہوتے۔ قلب کی وحدانیت، وحدانیتِ رب کو پیشِ نظر رکھ کر ضروری ہے۔ بندے کے لئے زیبا نہیں ہے کہ اس کا مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور ہو اور یا وہ کسی کی طرف سوائے اس کے متوجہ ہو۔ چاہیے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا بھی مشتاق نہ ہو۔ اللہ کے ماسوا کسی طرف نظر ڈالنے کو اچھا نہ سمجھے یہاں تک کہ اس کے سِر، قلب اور روح پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی طلب غالب آجائے۔ اس کا کوئی سانس طلب حق کے بغیر نہ نکلے۔ یہ ادب انفاس ہے۔

marfat.com

طلب میں صدق کی علامت یہ ہے کہ کسی بچّے کی زبان سے بھی کوئی کلمۂ نافعہ سنے تو اس سے رُوگرداں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء، رجال و نساء (مرد و عورت) دونوں ہوتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو صفات صاحبِ صدق مردوں کی بیان فرمائی ہیں وہی صاحبِ صدق عورتوں کی بھی بیان فرمائی ہیں۔ مَیں اپنی پسماندگی اور اپنی تقصیر پر مقصر اور پسماندہ سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ یہ بات تشریح کی محتاج نہیں اور یہ کوئی شطحیات کی قسم کی بات بھی نہیں کہہ رہا ہوں۔ شیخ ابوعلی دقاقؒ کا یہ ارشاد میرے حسبِ حال ہے:

"میرا جی چاہتا ہے کہ ماتمی لباس پہن کر شہروں میں گھوموں اور اللہ کے بندوں میں آواز لگاؤں اور ان کو اطلاع دوں کہ کتنے حقوق ان سے فوت ہو رہے ہیں اور ان کے سامنے کیا کیا خطرات ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری تقصیرات کتنی ہیں۔"

marfat.com

شرورِ نفس اور اُس کا علاج

وصیّت

بنام شمس الدین سمرقندی رح

طالب کو لازم ہے کہ اپنے نفس کے احوال کا خیال رکھے اور اس کی لغزشوں، خواہشوں اور اس کے اخلاقِ مذمومہ سے غافل نہ ہو۔ اگر اس نفس کی طرف سے غفلت ہوئی تو یہ اپنی تمام صفات اور اخلاق کے ساتھ نمودار ہوگا۔ نفس کی صفات یہ ہیں:

"دُنیا کی طرف متوجہ ہونا۔ حُبِّ جاہ اور مخلوق میں رفعت و منزلت کی تمنا۔ نیز اس بات کا خیال رکھنا کہ مخلوق کس چیز کو اچھا سمجھتی ہے اور کس چیز کو بُرا۔ اس کا خیال نہ رکھنا کہ شرع کے نزدیک کونسی چیز اچھی ہے اور کونسی بُری۔"

موت کی یاد اور لزومِ خلوت و عزلت سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ سوائے جمعہ اور جماعت کے لوگوں سے اختلاط نہ رکھے۔ علاوہ ازیں بندے کو لازم ہے کہ اپنے اوقات کو غنیمت سمجھے اور اپنے ایّام و ساعات کو اوراد سے مزیّن کرے اس لئے کہ یہ طریقہ واردات کو کھینچنے والا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ریا، نفاق سمعہ اور مخلوق کے سامنے سجاوٹ اور بناوٹ سے بھی اپنے آپ کو دُور رکھے اس لئے کہ یہ طریقِ عمل طریقِ صادقین میں شرک کی مانند ہے۔ پس لازم ہے کہ اس شخص کے پاس بیٹھے جس کے تقویٰ اور زُہد کا یقین ہو۔

marfat.com

ضبطِ اعضاء وجوارح اور محاسبۂ قلب

وصیت

بنام صفی الدین علی بن رشیدؒ

مَیں نے صفی الدّین علی بن رشید کو اپنے وطن جانے کی اجازت دی تاکہ وہ اپنے والدین کے حقوق ادا کریں۔ مَیں اللہ تعالیٰ سے اُمّید کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اور اُن کو قولِ ثابت پر جمائے رکھے گا اور شیطان اور اس کے لشکروں سے نیز نفسِ اَمّارہ کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے گا۔ مُشارٌ الیہ کو لازم ہے کہ جب اپنے وطن جائیں تو حفظِ اوقات کی جانب متوجّہ رہیں بطالت و بیکاری کو ترک کردیں اور گوشۂ تنہائی کو غنیمت سمجھیں۔ نصبُ العین عبُودیّت اور ضبطِ اوقات رہے۔ مخلوق کی جانب اِس گمان سے نہ جھکیں کہ یہ اخلاقِ صحیحہ کا تقاضا ہے اور مدارات کی یہ ایک شکل ہے اور اس ظاہر داری اور میل ملاپ کو لوگوں کے قلوب کو اچھنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

وہ عقل جو پُختہ کار ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے وہ دُنیا اور دنیا والوں سے بے پرواہ نہ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے قلب سے آخرت کی طرف مُتوجّہ ہو۔ اُسی کی طرف اُس کا ٹھکانہ ہے۔ عاقل کو اِس فانی دنیا کی ٹپ ٹاپ غافل نہیں کرتی۔ دُنیا کی چمک دمک بیوقوفوں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی عقلوں پر چھا جاتی ہے حتیٰ کہ ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی توجّہ کو کسی نہ کسی درجے میں جاہ و مال کے حصُول کے اندر نہ لگائے ہو۔ اور یہ دونوں (یعنی جاہ و مال) فانی

marfat.com

ہیں جس کے سامنے علم زُھد کا آشکارا ہوا اور اُس کے فائدے سے واقف ہوا وہ اپنے اعضاء وجوارح کو قابُو میں رکھ کر ممنوعاتِ شرع سے بچنے کی صُورت پیدا کر لیتا ہے۔ اس راستے سے نفس کا تزکیہ ہوگا اور جب تزکیۂ نفس ہوگا تو آئینۂ قلب روشن ہو جائیگا اور اُس کے اندر گناہ کی بُرائی ظاہر ہونے لگے گی نیز توجہ الی اللہ کا ارادہ قلب میں پیدا ہو جائے گا۔ وہ اللہ کے ماسوا کو نظر انداز کر دے گا۔ اس وقت بدن بھی اس طرح نرم ہو جائیں گے جس طرح دل نرم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

"پھر ان کے بدن اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت نرم ہو جاتے ہیں"۔

انسان اپنے اعضاء وجوارح پر پُورا پُورا کنٹرول اُس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک قلب ایسا بیدار نہ ہو جائے جو برابر محاسبہ کرتا رہے۔

marfat.com

طریقِ استقامت اور ضرورتِ شیخ

وصیّت

تمام متوسّلین و عامۃ المسلمین

اَللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝

"اَللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے اور جو اَللہ تعالیٰ کی طرف دل سے مُتوجّہ ہوتا ہے اُس کو ہدایت دیتا ہے۔"

اِنسان اپنے نفسِ اَمّارہ اور کھانے پہننے میں اُس کی خواہشوں اور لذّتوں کی رعایت کی وجہ سے اَللہ تعالیٰ سے محجُوب اور بعید ہوجاتا ہے اور اُس کے اَوقات آپس کی (بے ضرورت) مخالطت و مجالست سے برباد ہوتے ہیں جب کسی کے لئے اَللہ تعالیٰ خیریّت چاہتا ہے اُس کو رشد و صواب کا اِلہام کرتا ہے اور اس کے سامنے یہ امر واضح کر دیتا ہے کہ دُنیا اور اہلِ دُنیا عنقریب فنا ہونے والے ہیں اور سوائے اَللہ تعالیٰ کے کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے۔ بندہ اپنی قبر میں اپنے اعمال کے ساتھ اپنے مولا و خالق کے سامنے ہوگا۔ (یہ بات اَللہ تعالیٰ کی عنایت سے ذہن نشین ہوجاتی ہے تو) انسان غفلت کی نیند سے بیدار ہوجاتا ہے اور اپنے اوقات کو غنیمت سمجھنے لگتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں کرسکتا

marfat.com

جب تک اپنے اوقات کی حفاظت نہ کرے۔

دین کا معاملہ صنائع میں سے کسی صنعت سے کم نہ سمجھا جائے۔ کوئی صنعت بھی بغیر اُستاد کے حاصل نہیں ہوتی (پھر دین بغیر سیکھے کیسے حاصل ہو سکے گا)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میری اُمّت کے علماء انبیاءِ بنی اسرائیل کے مانند ہیں"۔ اس اشارہ میں علماء سے مُراد وہ علماء باللہ ہیں جو مُتّقی اور زاھد ہوں۔ جن کا قدم راہِ شیخیت میں صحیح اٹھا وہ نائبِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔

جو شخص مخلوق سے اللہ کے لئے محبّت کرتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ایسے شیخ کی طرف متوجّہ ہو جس کے متعلّق اسے پُورا اطمینان ہو کہ وہ شیخیت کا اور اللہ کی طرف دعوت دینے کا اہل اور مُستحق ہے۔ اگر وہاں کئی شخص ہوں جو مسندِ مشیخیت پر بیٹھے ہوں اور یہ طالب نہ جان سکتا ہو کہ ان میں کون صحیح طور پر شیخیت کا اہل ہے تو اس کو چاہیے کہ توقف کرے۔ جلدی نہ کرے۔ اِس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ کسی ایسے مشیخیت کے مُدّعی کا قصد کرے جو درحقیقت اس منصب کا اہل نہ ہو۔ ایسے شخص کا قول طالب کو فتنے میں مُبتلا کر دے گا اور وُہ طالب کے لئے راہزن ثابت ہو گا۔ ایسی صُورت میں طالب اس طور برباد ہو گا کہ پھر صلاح پذیر نہ ہو سکے گا۔ پس اس حالت میں طالب اپنی رُوح کو اللہ کی طرف مُتوجّہ کرے اور اللہ کے سامنے خوب گریہ وزاری کرے اور عرض کرے کہ اے میرے رَبّ تو خُوب جانتا ہے کہ مَیں تیری طرف چلنے کا قصد کر رہا ہوں اور تُو اپنے بندوں کو خُوب جانتا ہے۔ مَیں ایک صاحبِ طریق اور ایسے شیخ کو چاہتا ہوں جس سے دینی و رُوحانی نفع حاصل کروں اور اس کے ذریعے تیری اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ھدایت پاؤں۔ تو مجھے ایسا شخص بتا دے جو اس کام کی اہلیت رکھتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو خواب میں ایسا شخص دکھلا دے گا یا حالتِ بیداری میں اُس کا سینہ

marfat.com

کھول دے گا۔ اُس کی آہ و بکار پہ رحم اور اُس کی دعا ر قبول فرمائے گا اور ایسے شخص کی جانب رہنمائی فرمائے گا جو اس وقت کا واقعی شیخ کامل ہو۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے شیخِ کامل کی طرف رہنمائی فرمادے تو پھر یہ مُرید اس کامل کے ساتھ عُمدہ وطیرہ اختیار کرے اور پُورے طریقے سے اس سے محبّت رکھے۔

ایک شخص ایسے شیخِ کامل سے بھی مُنتفع ہو سکتا ہے جس سے روزانہ مُلاقات کر سکے اور اُس سے بھی نفع حاصل کر سکتا ہے جس سے ایک ہفتہ، ایک مہینہ یا ایک سال میں مُلاقات کرے اور کبھی شیخ سے اس طرح بھی نفع حاصل کر سکتے ہیں کہ اس سے اللہ کے لئے محبّت کرے۔ اگرچہ اس سے مُلاقات نہ کر سکے مگر شیخ کا اِرشاد اور عبادت کا طریقہ اور سلوکِ طریقِ حق اس تک پہنچا ہو اور وہ شیخ کے باطن سے ہدایت یاب ہوتا ہو۔ اس کا ادب اچھی طرح کرتا ہو اور اس کا طریقے کی اقتدار کرتا ہو۔ نیز شیخ کی محبت کی برکت سے اس کی جانب باطن میں شیخ کے انوار سرایت کر جائیں جس کی وجہ سے اس کا ظاہر و باطن منوّر ہو جائے اور آدابِ مع اللہ صحیح اور درست ہو جائیں۔ پس اس طرح سے بھی وہ طریقِ استقامت کی طرف ھدایت پا جائے گا۔

marfat.com

اِرادت کی ضرورت اور مُرید کے فرائض

وصیّت

بنام نصیر الدین بغدادی بوقتِ خرقہ پوشی

اَللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَطْرُدُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ

"آپ نہ ہٹائیں اپنے پاس سے اُن لوگوں کو جو اپنے رَبّ کو صبح و شام پکارتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ بس اپنے رب کی رضا چاہتے ہیں"۔

لفظِ ارادت جو خاص اِصطلاح کے طور پر مشائخ صوفیہ کے یہاں مُستعمل ہے اس کی اصل و بُنیاد یہی آیت ہے: (یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ)۔ مُرید، مشائخِ صوفیہ کے نزدیک وہ ہے جس کی ہمّت اَللہ تعالیٰ سے طلب مزید کرتی رہے۔ جو مزید کو برابر طلب کرتا رہے گا وہ مُرید ہے۔ جب وہ طلبِ مزید سے سُست پڑ جائے گا تو اُس کو (سمتِ ترقی میں آگے بڑھنے کی بجائے) رجعت (واپسی) سے دوچار ہونا پڑے گا اور ارادت کے باب میں اُس کی ہمّت زائل ہو جائے گی۔ اکابر صُوفیا کے نزدیک ایسے شخص کی موت اُس کی حیات سے بہتر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اَللہ تعالیٰ کے راستے میں جب کوئی مُرید مزید حاصل نہیں کر رہا ہے تو وہ نقصان میں ہے اور نقصان عین خسران ہے۔ جب خسارہ دائمی طور پر کسی بندے کے شاملِ حال ہو جائے تو پھر اُس کی موت

marfat.com

اُس کی حیات سے بہتر ہوتی ہے ۔ مُرید کو اپنی ارادت میں ایک شیخ کی ضرورت ہے جو صاحبِ بصیرت ہو وہ راہِ سلوک طے کرائے اور اُس کو طُرقِ مواجید اور اسباب مزید بتائے۔ نیز صفاتِ نفس، اخلاقِ نفس اور مخفی شہواتِ نفس سے آگاہ کرے ۔ اس لئے کہ معرفتِ نفس طریقۂ صُوفیاء کی جڑ اور بُنیاد ہے ۔ معرفتِ نفس کا معرفتِ رَبّ سے گہرا تعلّق ہے ۔ جیساکہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے :

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"۔

معارف کے مراتب و منازل ہیں ۔ اہلِ معرفت کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک ابرار ، دُوسرے مقرّبین ۔ ابرار کو نفس کی بعض حرکات اور شہوات کی معرفت ہوتی ہے مگر مُقرّبین کی معرفت اس سے اعلیٰ ہوتی ہے ۔ بہت سے عمل ابرار کی نظر میں ان کے مبلغِ علم کی رُو سے عین طاعت ہوتے ہیں اور وہ مُقرّبین کے نزدیک معصیّت ہوتے ہیں کیونکہ مقربین کی نظر نفس کی حالت معلُوم کرنے میں دقیق ہوتی ہے اور اُن کو علم النّفس میں کمال حاصل ہوتا ہے ۔ اِسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے :

حسنات الابرار سیئات المقربین

"یعنی ابرار کے نزدیک جو حسنات ہیں وہ مقربین کے نزدیک سیّئات کا درجہ رکھتے ہیں"۔

درحقیقت مشائخِ صُوفیاء میں جو اربابِ بصیرت ہیں ان کے علاوہ کسی کو مقاماتُ احوال کی تفصیل اور اُن آفات کی معرفت حاصل نہیں ہوتی جو فسادِ اعمال کا باعث ہیں یہاں تک کہ وہ عُلماء جو احکامِ شرع اور علم مسائل و فتویٰ سے تو واقف ہیں لیکن زہد فی الدُّنیا، تقویٰ اور علم القلوب سے بہرہ مند نہیں ہیں وہ بھی مشائخِ صُوفیاء کے اس بلند مقام تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ صُوفیاء کا علم "میراثُ التّقویٰ" ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ

marfat.com

اس آیت میں علم کو تقویٰ سے متّصل کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علم والے ہی ہیں۔

اس آیت میں غیر متّقی سے علم کی نفی ہے۔

جب کوئی شخص زُہد فی الدُّنیا اور تقویٰ کے بغیر علم کو جمع کرے گا تو وُہ فقط علم کا ایک برتن ہوگا۔ حقیقی عالِم وہی ہوگا جو تقویٰ اختیار کرے گا۔ پس جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مُرید صادق اللہ کے راستے میں چلنے کے لئے ایک ذی بصیرت شیخ کی صحبت کا محتاج ہے جو اس کو مقاماتِ قُرب اور حقیقتِ عبُودیت تک پہنچا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ

"اے رسول! آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ مَیں اور میرے مُتبعین اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں"

تو اب شیخِ کامل کا متابعتِ رسُول کی بنا پر باذن اللہ داعیَ الی اللہ ہونا بھی ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تعلیم کے لئے اور اپنے خاص بندوں کی تدریجی ترقّی کو ظاہر کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ

اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ

اِمَامًا ؕ

"وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ ہماری بیویوں اور ہماری ذُرّیات و اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہم کو تقویٰ شعار لوگوں کا امام بنا دے"

marfat.com

اس آیت سے پتہ چلا کہ ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جو قُدوۃ المتقین کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے۔ ہر وقت، ہر زمانے میں ہر علاقے میں ایسے افراد ہوتے ہیں اگرچہ بہ عدد قلیل ہوں۔ چونکہ یہ حضرات ایک بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں لہٰذا اُن کی اقتدا بھی وہی مُریدین صادقین کرتے ہیں جو طریقِ حق کے سالک ہوتے ہیں اور وہی اُن سے علم الوارث اِس طرح حاصل کرتے ہیں جس طرح علمارِ لسان علم دراست حاصل کرتے ہیں۔

مُرید (مجازی طور پر) ولد ہوتا ہے اور شیخ بمنزلہ والد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ولادت دو قسم کی ہے۔ ایک ولادتِ طبیعیہ اور دُوسری ولادتِ حقیقہ۔ پس ولادتِ طبیعیہ رسُومِ ملک اور رسُومِ عالمِ شہادت و حکمت کی اقامت کے لئے واقع ہوتی ہے اور ولادتِ معنویہ اجزائے ملکوت اور عالمِ الغیب والقُدرۃ کے مُطالعہ کے لئے ہوتی ہے۔ سرکارِ رسالت مآب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام اُمّت کے معنوی والد ہیں اور شیخ حُسنِ متابعتِ رسُول کی وجہ سے مُریدین کا رُوحانی باپ ہوتا ہے۔ جس طرح ولادتِ طبیعیہ میں بچّے کے دُودھ پینے کا ایک زمانہ اور دُودھ چھوٹنے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی طرح ولادتِ معنویہ میں ہے۔ پس مُلازمتِ شیخ اور اُس کی دوامِ صُحبت کا اسی وقت تک محتاج رہتا ہے، جب تک استفادہ کرنے کی قُوت پیدا ہو اور اُس کے لفظ اور اشارۂ چشم سے نفع حاصل کرنے لگے اور شیخ کے اشارۂ چشم سے نفع حاصل کرنے کی دو صُورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شیخ کو اور اس کے اعمال کو دیکھے کہ وہ کس طرح خلوت و جلوت میں مع الحق اور مع الخلق رہتا ہے۔ شیخ کے اخلاق و آداب کو دیکھ کر یہ سب باتیں سیکھے اور اس طور طریقے کا پابند رہے۔ دُوسری صُورت یہ ہے کہ کمالِ صدق و محبّت کی بنا پر جب یہ شیخ کی طرف نظرِ محبت سے دیکھے اور شیخ بھی نظرِ محبّت سے دیکھے تو شیخ کی نگاہ سے اُس کے باطن میں نُور اور برکت پیدا ہونے لگے۔ اس طرح اُس کے باطن میں خیر جاگزیں ہو جائے جس طرح سیپی کے اندر موتی متمکن ہوتا ہے۔ بعض سانپوں میں یہ تاثیر ہے کہ جب وہ کسی انسان پہ نظر

marfat.com

ڈالیں یا کوئی اِنسان اُن کی طرف دیکھ لے تو انسان ہلاک ہو جائے پھر کیا بعید ہے کہ بعض بندوں میں (منجانب اللہ) دلوں کے زندہ کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

جب مُرید صادق شیخ کی خدمت میں رہے تو اس کا ادب یہ ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اختیار سے نکل جائے اور (حتیّٰ الامکان) ماکولات وملبوسات اور تمام معاملات میں شیخ کا تابع ہو۔ بالکل اس طرح جس طرح بچّہ اپنے والد کا تابع ہوتا ہے۔ مُرید کے لئے حق تک پہنچنے کا راستہ سوائے شیخ کے ذریعے کے اور کوئی نہیں ہے۔ پس شیخ ابوابِ حق میں سے ایک کھُلا ہوا دروازہ ہے اس کی طرف رجُوع کر کے اپنے اختیار وارادہ سے دست بردار ہو جائے۔ مُرید شیخ سے ناقص حالت میں جُدا ہوگا تو اس صُورت میں ایسی آفات کا اندیشہ ہے جو امراضِ قلب تک پہنچانے والی ہوں اور مزاجِ توبہ واستقامت کو ختم کرنے والی ہوں بوجہ انحراف کے۔ ایسے شخص کے زُہد کے بعد دُنیا کی طرف اور عبادت سے عادت کی طرف رجوع ہونا بہت جلد ہوتا ہے اور یہ مرض اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے شیخ سے قبل از وقت جُدا ہو گیا جس طرح دُودھ پینے والے بچّے کا جب اپنے وقت سے پہلے دُودھ چھُوٹ جاتا ہے تو اسے (بعض اوقات) کوئی نہ کوئی مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ دوامِ مُلازمتِ وصُحبت اُن مُریدین کے لئے ضروری ہے جو صادقین ہیں نہ کہ اُن لوگوں کے لئے جو شیخ کے صرف مُحبّ ہیں اور اس سے تھوڑی سی برکت حاصل کرنے والے اور اُس کی صحبت سے ادنیٰ درجہ پر قناعت کرنے والے ہیں۔ اُن کا نام مُرید پڑ جانا محض رسمی ہے حقیقی نہیں۔ پس مُریدِ حقیقی کو شیخ خرقۂ ارادت اس وقت پہناتا ہے جب پہلے اُس کے باطن کو ارادے اور اختیار سے انخلاع کا خرقہ پہناتا ہے اور وہ مُرید جو مُحبّین میں سے ہے اس کو شیخ فقط خرقۂ تبرّک پہناتا ہے اور خرقۂ تبرّک میں دوامِ صُحبت اور مُلازمت شرط نہیں ہے۔ اُس کے پہننے سے مُریدین لبس شیخ سے (قدرے) مُشابہت حاصل کر لیتے ہیں اور شیخ کے ساتھ

رابطۂ محبّت بھی کچھ (محفوظ) ہو جاتا ہے اور بقدر صحبت برکت و خیر حاصل کر لیتے ہیں پس خرقۂ تبرّک تو ہر اس محبّ کو دیا جاتا ہے جو اچھا گمان رکھتا ہے اور اس خرقے کو طلب کرے مگر خرقۂ ارادت اس شخص کو دیا جاتا ہے جو مستقل جد و جہد کرے اور طریقے میں اس طرح داخل ہو کہ اپنی خواہشات ترک کر دے۔ عادتِ تقویٰ اختیار کر کے اپنے ارادے سے نکل جائے۔ اور حق کی رعایت مدِ نظر رکھے۔ اپنی نظر کو مخلوق سے ہٹا لے۔ مخلوق کی نہ اقتدا کرے نہ ان کے استحسان اور پسندیدگی کی، نہ اُن کے استقباح اور ناپسندیدگی اس کے نزدیک قبیح و ناپسندیدہ وہ ہو جس کو شریعت نے قبیح قرار دیا ہے اور حسن و پسندیدہ وہ ہو جس کو شریعت نے حسن بتایا ہے۔ وہ ہر تکلف سے بری ہو۔

مریدین کو اپنے مشائخ کے ساتھ کیا طریقہ برتنا چاہیے؟ اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کا طرزِ عمل بہترین نمونہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ "ہم نے بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سمع وطاعت پر خوشحالی میں اور تنگدستی و پریشانی کے عالم میں۔ جی چاہے نہ چاہے، ہر حال میں۔" اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام میں غایتِ ادبِ رسول کی تنبیہہ فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

"خدا کی قسم! لوگ ایماندار نہیں ہوں گے جب تک وہ اپنے آپس کے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ بنائیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرما دیں اس سے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کو تسلیم کر لیں۔"

اللہ تعالیٰ اُمّت کو تحکیمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم فرماتا ہے ان تمام

marfat.com

معاملات میں جو اس کو پیش ہوں۔ اگرچہ اس آیت کا سببِ نزول حضرت زبیر ابن عوام وغیرہ کا زمین کے بارے میں مقدمہ ہے، لیکن اعتبار عمومِ لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصِ واقعہ کا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تحکیم (ثالث بنانے) کا حکم فرمایا اس کے بعد تنگیِ قلب زائل کرنے کا۔ اس لئے کہ تحکیم وظیفہ ظاہر اور ادبِ ظاہر ہے اور زوالِ تنگیِ قلب وظیفہ باطن اور ادبِ باطن ہے بعض لوگ حکم بنانے پر تو قادر ہوتے ہیں مگر (خلافِ مزاج) فیصلہ کی صورت میں تنگیِ قلب کے ازالے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ وہ مُرید رسمی جس نے خرقۂ تبرّک پہنا ہے فقط صاحبِ تحکیم کی حیثیت میں داخل ہو جائے اور جس نے خرقۂ ارادت پہنا ہے وُہ ازالۂ حرج والا ہو۔ ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے مُرید کے اپنے شیخ کے مقابلے میں اپنے اختیار سے باہر آجانے کے متعلق، وہ اس آیتِ کریمہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ جب مُرید شیخ کے ادب کا راستہ اختیار کرنے کا ارادہ کرے تو وہ قرآن مجید کے ذریعے ادب سیکھے اور متنبہ ہو اس ہدایت سے جو اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ کو صُحبتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۂ حجرات میں ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط (اِلٰى قولِهٖ) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پس مُرید غور کرے اور سیکھے اُس ادب کو جو کلامُ اللہ میں ہے۔ سُورۂ نُور میں ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ

marfat.com

"حقیقت یہ ہے کہ ایمان لانے والے بندے بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسُول پر اور (جن کا عمل یہ ہے کہ) جب وہ کسی اجتماعی مُہم میں رسُول کے ساتھ ہو تو اُن سے اجازت لئے بغیر کہیں نہ جائیں"

اِس آیت سے دلالت ہو رہی ہے اُس بات پر جس کو ہم نے ذکر کیا ہے یعنی شیخ کی صُحبت اور اس سے مفارقت مصیبت کے ساتھ ہو۔ بہت سی آیات میں یہ معنی موجُود ہیں جو تلاش کرے گا وہ کلامُ اللہ میں پائے گا۔ مُریدین کو جن باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اس میں بڑی تفصیل ہے لیکن جس بات کی تاکید پہلے کی جائیگی وہ یہ ہے کہ تجدید توبہ کرے اس لئے کہ توبہ ہی کام کی جڑ ہے بنیاد ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مُرید مُرید نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے بائیں طرف کا فرشتہ بیس سال تک کچھ نہ لکھے۔ حفاظت توبہ پر مُرید قادر نہیں ہو سکتا سوائے دوامِ محاسبہ کی مدد کے۔ جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے "محاسبہ کرو (دنیا میں) اپنے نفسوں کا اس سے پہلے کہ محاسبہ کئے جاؤ" (یعنی قیامت میں)۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ ہر فرض نماز کے بعد کرے۔ جب سچّائی کے ساتھ محاسبہ پر مداومت کریگا تو اس کی لغزشیں کم ہوتی جائیں گی یہاں تک کہ معدُوم ہو جائیں گی۔ جب مُحاسبے کا حق ادا ہوگا تو قول و فعل میں جو لایعنی باتیں ہوتی ہیں اُن سے باز رہے گا۔

اگرچہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہوں اس وقت اس کی فضولیات کم ہوں گی اور اس کا ظاہر "سیاستِ علم" کے قبضے میں ہوگا۔ پھر اس بات کی توقع ہوگی کہ وہ مُراقبہ تک ترقی کرے اور اس کا باطن بھی ظاہر کی طرح سیاستِ علم کے ماتحت ہو جائے۔ مُراقبہ اصطلاحِ صوفیاء میں یہ ہے کہ اپنے قلب کو اس بات کی طرف متوجہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے پوری طرح شرمائے گا اور ضمیر کے

marfat.com

خطرات سے بھی اس طرح پرہیز کرے گا جس طرح حرکاتِ جوارح سے پرہیز کرتا ہے۔
پھر اس مقام سے ترقّی کر کے مقامِ مشاہدہ تک پہنچے گا اور اس کا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ میرے قلب نے رب کو دیکھا۔ یہی مقامِ احسان ہے جس کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے اس قولِ مبارک میں اشارہ فرمایا ہے :

ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ (الحدیث)

"یعنی احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ اسے دیکھ رہا ہے۔"

اربابِ مشاہدہ کے مواجید مختلف ہوتے ہیں مگر اصول میں سب متّفق ہیں۔ فقط فروع میں اختلاف ہوتا ہے۔ وہ اسباب جو مؤثر ہیں اور مریدین کے لئے خیرِ کثیر کو کھینچنے والے ہیں چار ہیں : ۱، قلّتِ کلام ، ۲، قلّتِ طعام ، ۳، قلّتِ منام ، ۴، قلّتِ اختلاطِ مع الانام (یعنی لوگوں سے بلا ضرورت ملنے جلنے سے بچنا)۔ مرید کو چاہیے کہ ان چار باتوں کا خیال رکھے۔ اس کے بعد وہ ثمرات و برکات کا مشاہدہ کرے گا۔
اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ احوالِ مشائخ ہیں اور اُن کے ہدایات اور نہایات ہیں اور یہ سب باتیں میراثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشائخ کو یہ میراث حسنِ متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور اپنے شیوخ کے ساتھ صدقِ صحبت کی برکت سے ملی ہے۔

marfat.com

تقرّب اِلیٰ اللہ اور ذکر و مُراقبہ

وصیّت

بنام امام نجم الدین رحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ ۝

"ہم نے نصیحت کی اُن کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو بھی اس بات کی کہ تم اللہ سے ڈرو !"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے نصیحت طلب کی ۔ آپ نے منجملہ اور نصائح کے زبان کو قابو میں رکھنے کی تاکید فرمائی۔ اللہ اور اس کے رسول علیہ التسلیم کی نصائح ہر ذی بصیرت عاقل کے لئے کافی ہیں ۔ بندہ ان نصائح پر عمل اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی درازیٔ اُمّید و آرزو کو کوتاہ نہ کر دے اور موت کو برابر یاد نہ کرے ۔ منجملہ دیگر امُورِ نافعہ کے مجالست اہلِ صلاح و تقویٰ اور اہلِ باطل سے علیحدہ رہنا نیز نیک ہمنشین میسّر نہ آنے کی صُورت میں خلوت کو لازم رکھنا بھی ہے ۔ پھر خلوت میں بھی بیکاری سے بچے کیونکہ اس سے قلب مُردہ ہو جاتا ہے بلکہ اپنے اَوقات ان اعمال سے معمُور رکھے جن سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہوتا ہے ۔ اِس بات کا یقین کرے کہ اس کی جو عبادت ذکر اللہ یا اللہ سے قُرب پیدا کرنے والی کسی

marfat.com

عبادت سے خالی گزرتی ہے وہ ساعت قیامت کے دن اس کے لیۓ ایک حسرت ہوگی۔ وہ اعمال جن سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوتِ قرآن، ذکرِ بالقلب اور مراقبہ ہیں۔

مراقبہ یہ ہے کہ بندے کے قلب میں علمِ راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کے ضمیر کی پوشیدہ باتوں پر بھی مطلع ہے۔ جب ان امور سے فارغ ہو جائے تو سو جائے۔ پس نیند میں بھی سلامتی ہے۔ یہ بات بھی مناسب ہے کہ ہمیشہ طہارت پر رہے اور جب وضو ٹوٹے دوبارہ وضو کرے اور اس بات کی حتی الامکان کوشش کرے کہ قبلہ رُخ بیٹھے اور اپنے دل میں اس بات کا تصور رکھے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھا ہے یہاں تک کہ اُس کو سکینہ اور وقار حاصل ہو جائے۔ مخلوق کی تکلیف دہی کا تحمل کرے اور بدسلوکی کرنے والے کے حق میں اتفاقاً بدسلوکی نہ کرے بلکہ بدسلوکی کرنے والے کو معاف کر دے اپنے علم وفضل پر نازاں نہ ہو۔ اپنے آپ کو چشم حقارت سے اور تمام مسلمانوں کو چشمِ احترام و تعظیم سے دیکھے۔ ہر عاقل کو چاہیئے کہ وہ تہجد بھی پڑھے۔ اگر ممکن ہو تو مغرب عشاء اور ظہر وعصر کے درمیان بھی نوافل پڑھ لے۔ چاشت کی نماز کا بھی خیال رکھے۔ غسلِ جمعہ کا اور طہارت کی حالت پر سونے کا بھی لحاظ رکھے۔ جمعہ کے دن جامع مسجد کو جلد چلا جائے اور اس جمعہ کے دن کو خاص طور پر آخرت کے لئے بنا دے۔ (کم از کم) اس دن میں تو امورِ دُنیا کی آمیزش نہ کرے۔ ہر روز صدقہ دے جتنا بھی ہو، کم ہو یا زیادہ زیادہ نہ ہنسے۔ معدے کو ہلکا رکھنے کی کوشش کرے۔ نفلی روزے بھی رکھے۔ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھے اور اس میں اضافہ کرے تو اچھا ہے ورنہ ہر ایامِ بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھے اور یہ کم سے کم ہیں۔ اپنے تمام جوارح کو مخالفتِ شرع سے محفوظ رکھے۔ خاص طور پر آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے کہ آنکھ سے کسی

marfat.com

نا جائز چیز کو نہ دیکھے اور زبان سے غیبت نہ کرے ۔ بدنظری اور غیبت ان دونوں چیزوں میں لوگ زیادہ مُبتلا ہیں ۔ راستے میں جب چل رہا ہو تو ذکرِ قلبی کرتا رہے ۔ کوئی قدم غفلت کے ساتھ نہ اُٹھائے ۔ مَیں نے جتنی باتیں ذکر کی ہیں اُن کو پُورا کرنے پر وُہی لوگ قادر ہوتے ہیں جو دُنیا سے بے پرواہ ہوتے ہیں (اور آخرت کا دھیان رکھتے ہیں) ۔ اِنسان کو چاہیے کہ تضرّع وزاری کے ساتھ اَللہ تعالیٰ سے ان باتوں کو طلب کرے اور یہ بھی جان لے کہ (اِس دنیا میں) اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں جن کو ان باتوں پر عمل کرنا نصیب ہے ۔ اُن کا نصبُ العین ایک ھی نصبُ العین ہے (اَللہ کو راضی کرنا اور آخرت کی تیاری) ۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز کی ہر حالت کی حفاظت کرے ۔ بایں طور کہ قیام ، رکُوع اور سجدے وغیرہ میں جو کلمات زبان سے کہے اُس کے معنیٰ دل کے اندر سمجھ لے تاکہ معنیٰ کا دھیان اس کے دل کے وسوسوں کو دُور کر دے ۔ یہ "اصلِ کبیر" ہے ۔ اِس کو خُوب یاد رکھے ۔ اسی طرح تلاوتِ قرآن اور اذکار میں بھی معنیٰ کا دھیان رکھے ۔ اَللہ ہی توفیق دینے والا مدد کرنے والا ہے ۔

marfat.com

وصیّت

بنام عبدالعزیز رحمہ اللہ

مجھ سے عبدالعزیز نے سوال کیا ہے کہ میں اُن کو وصیت کروں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُن کو اور اُن کے تمام دینی احباب و متوسّلین کو فائدہ پہنچائے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے اِستخارہ کیا اور جو باتیں دل و دماغ میں حاضر تھیں اُن کو لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

اے طالب! وصیّت ہر شخص کو اُس کی استعداد کے مُطابق ہوا کرتی ہے۔ جس کی استعداد کامل ہے اُس کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ صحّتِ ایمان کے ساتھ اپنے اُوپر تین چیزیں لازم کرلے:

۱: تقویٰ اللہ: اس کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو شرع کی منع کی ہوئی باتوں سے قولاً و فعلاً محفوظ رکھے۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ سے اپنے اعضا و جوارح کو قابو میں رکھ کر ڈرتا ہے تو یہ تقویٰ اس کے باطن کی طرف سرایت کرجاتا ہے اور اُس کا قلب کینہ، حسد، جھوٹ، تکبّر، ریا، سمعہ (دکھاوٹ، بناوٹ) تصنّع، اور تزیّن سے پاک و صاف ہوجاتا ہے اور پھر وہ ظاہری و باطنی دونوں حیثیّت سے مُتقی بن جاتا ہے۔

۲: زُھدِ فی الدُّنیا: زُہد اس وقت متحقّق ہوتا ہے جبکہ نفس غذا، لباس

اور مکان میں بقدرِ حاجات سے زائد مطالبے کو ساقط کر دے ۔ نیز مخلوق کی تعریف و مدح سے اور طلبِ جاہ و مرتبہ اور اس کے لئے منافقتے سے بھی دستبردار ہو جائے ۔

۳ : دوامِ عمل : اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کبھی قلب اور جوارح دونوں سے اور کبھی فقط قلب سے ۔

اکثر لوگ وہ ہیں کہ مجاہدہ ۔ اسباب و اکتساب میں اپنی جانیں کھپاتے کھپاتے مر جاتے ہیں اور اُن کی ہمتیں (کامل استعداد والوں کے) مقصدِ عالی کو پانے میں قاصر ہیں ۔ ان کے لئے ان کے حسبِ حال وصیت ہے کہ وہ حدودِ شرع کی رعایت اور فرض نمازوں کا اہتمام کریں ۔ (یہ واضح رہے) فریضۂ نماز کا حُسن ، حضورِ قلب ہی ہے میں ان کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ تلاوت اور رکوع و سجود کے تمام اذکار اور نماز کی تمام شکلوں اور حالتوں میں دل اور زبان کو جمع کرنے میں امکانی کوشش کریں ۔ کوئی اس بات پر قانع نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے قلب کے بجائے قالب لے کر جائے ۔

میں زبان اور قلب سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وصیت کرتا ہوں ۔ قلب سے تو ہر مجلس و محفل میں اور ہر راستے میں خاص طور سے کھانے کے وقت اور وضو کے وقت ۔ اس لئے کہ کھانے اور وضو کے وقت ذکر کرنے والے کے قلب پر شیطان کا ورود نہیں ہوتا ۔ نماز میں وسوسہ بھی کم ہوتا ہے ۔

میں اپنے دینی بھائیوں کو ہمیشہ طہارت پر رہنے کا حکم دیتا ہوں ۔ بندے کو سنت ہے کہ جب وہ بے وضو ہو دوبارہ وضو کرلے اس لئے کہ وضو مومن کا ہتھیار ہے ۔ جہاں تک ہو سکے قبلہ رُو بیٹھے اور یہ مراقبہ کرے (دھیان جمائے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہے ۔ اس طرح اس کا قول و فعل درست ہو جائے گا ۔ جب سوئے تو وضو کی حالت میں سوئے اور قبلہ کی طرف چہرہ ہو اور سب سے زیادہ نافع وصیت یہ ہے کہ قیام لیل (تہجد) کا خیال رکھے ۔ یہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے ۔ کوئی

marfat.com

ایسا نہ کرے کہ اس کی پوری رات اس حالت میں گزر جائے کہ اُس نے رات کے کسی نہ کسی حصّے میں نفل نہ پڑھے ہوں۔

(یہ بھی ملحوظ رہے کہ) موت کا دھیان، بے جا اُمّید و آرزو کی درازدامانی کو کوتاہ کرتا ہے۔ یہ بھی پسندیدہ بات ہے کہ کوئی دن صدقہ سے خالی نہ رہے اور کوئی ہفتہ بلا روزے کے نہ ہو۔ مَیں وصیّت کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کا ذکر ہو تو خیر کے ساتھ ہو۔ اپنے نفسوں پر بابِ تاویل نہ کھولیں۔ اور دینی بھائیوں کو یہ بھی چاہیے کہ وہ نماز صبح کے بعد دُنیا کا کلام نہ کریں یہاں تک کہ سُورج ایک نیزہ بلند ہو جائے پھر اس مجلس کو چند رکعات (اشراق) پڑھ کر ختم کریں۔

marfat.com

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، والدین اور مشائخ کے حقوق

وصیّت

بنام صاحبزادہ عمادُالدّین رحمہُ اللہ

اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے تقویٰ اللہ اور خشیّت کی وصیّت کرتا ہوں۔ نیز حقّ اللہ، حقِّ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، حقِّ والدین اور تمام مشائخ کے حقوق ادا کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ پس اِس صُورت میں اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا۔

علانیہ اور پوشیدہ دونوں حالتوں میں اللہ کا دھیان رکھنا۔ قرأتِ قرآن ظاہراً و باطناً، سِرّاً وّ علانیۃً، فہم و تدبّر، تفکّر اور حُزن و بُکا کے ساتھ کرتے رہنا۔ تمام احکام میں (سب سے پہلے) قرآن کی طرف رجُوع کرنا اس لیے کہ قرآن مجید اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حُجّت و بُرہان ہے۔ قرآن کا لحاظ رکھنا۔ راہِ علم سے یک گام بھی اِدھر اُدھر نہ ہٹنا۔ فقہ کو حاصل کرنا۔ جُہّالِ صُوفیاء میں سے نہ ہو جانا۔ بازاری قسم کے لوگوں سے علیحدہ رہنا اس لیے کہ وہ دین کے چور اور طریق (راہِ حق) کے راہزن ہیں۔ سُنّت کی پابندی تجھ پر لازم ہے۔ اہلِ توحید کے اِعتقاد پر قائم رہنا اور بدعات سے بچتے رہنا۔ اس لیے کہ ہر بدعت گراہی ہے۔ امردلڑکوں، (اجنبی) عورتوں اور اہلِ بدعت سے نیز (بلاضرورت) اغنیاء اور عوام سے اختلاط نہ کرنا۔ ان سے میل جول کرنے سے دین برباد ہوگا۔ دُنیا کی چیزوں میں تھوڑے پر قناعت کرلینا۔ خلوت کو لازم رکھنا

marfat.com

اپنی خطاؤں پر گریہ وزاری کرنا۔ حلال روزی کھانا اس لئے کہ یہ امر مفتاح الخیرات (نیکیوں کی کنجی ہے)۔ حرام چیزوں کو نہ چھُونا۔ اگر ایسا کیا تو قیامت کے دن تجھ کو آگ نہ چھوئے گی۔ حلال کپڑا پہننا۔ ایسی صُورت میں حلاوتِ ایمان اور حلاوتِ عبادت محسُوس کرے گا۔

اَللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ اور اس بات کو نہ بھُول کہ تو اس کے سامنے (ایک دن) کھڑا ہوگا۔ قیامُ اللّیل اور صیامُ النّہار پر عہد رآمد رکھنا۔ جماعت کی نماز نہ چھوڑنا ریاست و امارت کو طلب نہ کرنا اس لئے کہ جو ریاست و امارت کو پسند کرتا ہے وہ کبھی فلاح یاب نہ ہوگا۔

تیرے اُوپر سفر بھی لازم ہے تاکہ تیرا نفس پست ہو۔ قلوبِ مشائخ کی طرف مُتوجہ رہنا۔ کوئی تیری تعریف کرے تو پھُول نہ جانا اور اگر کوئی تیری مذمّت کرے تو غمگین نہ ہونا۔ مدح و ذم تیرے نزدیک یکساں ہوں۔ تمام مخلوقِ خدا کے ساتھ اپنے اخلاق اَچھے رکھ اور تواضع اِختیار کر۔ حضرت نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو اَللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اَللہ اُس کو اُونچا اٹھائیگا اور جو تکبُّر کرے گا اَللہ تعالیٰ اُس کو نیچے گرائے گا۔"

ہر حال میں ہر نیکوکار اور بدکار کا اِکرام کر۔ تمام انسانوں پر رحم کر چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اَللہ کی تمام مخلوق کو نظرِ رحمت سے دیکھ۔ (زیادہ) مت ہنس۔ اس لئے کہ ضحک (ہنسنا) غفلت کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور قلب کو مُردہ کر دیتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا ہے اور ضحک کو موتِ قلب کا باعث قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشاد ہے:

"تم اگر وہ بات جان لو کہ جس کا مجھے علم ہے تو تم کم ہنسو

اور زیادہ گریہ وزاری کرد۔"

اَللہ کی طرف سے ڈھیل کی وجہ سے بے خوف نہ ہوجانا اور اَللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا۔ خوف در جا کے درمیان زندگی بسر کرنا۔

اے بیٹا! دُنیا طلبی کو ترک کر۔ اس مُردار دُنیا کو (ضرورت سے زیادہ) طلب کرنے میں دین کے چلے جانے کا خوف ہے۔ صَوم وصلوٰۃ کا خیال رکھنا۔ حالتِ فقر میں پرہیزگار، ادب شعار، فقیہہ اور عالِم کی حیثیت سے گزارنا۔ جُہّال صُوفیہ سے یکسُو رہنا۔ مشائخ کی جان و مال سے خدمت کرنا۔ مشائخ کے قلوب اور ان کے ضبطِ اَوقات اور اُن کی سیرت پر دھیان رکھنا۔ مشائخ کی باتوں کا انکار نہ کرنا۔ ہاں اگر خلافِ شرع کوئی بات ہو تو انکار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر تو نے خوامخواہ مشائخ پر اعتراض کرنا شروع کر دیا تو تجھے کبھی فلاح نصیب نہ ہوگی۔ لوگوں سے سوال اور اُن سے قرض لینے کا مُعاملہ نہ کرنا۔ کوئی چیز کل کے لئے (خوامخواہ) ذخیرہ کر کے نہ رکھنا۔ اس لئے کہ اَللہ تعالیٰ روز تازہ "رزقِ مقسوم" مُہیّا کرتا ہے۔ سخیٔ النفس والقلب بن۔ اَللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اس کو (صحیح مَصرف) میں خرچ کر۔ بُخل سے، حسد سے، مکر و فریب سے پرہیز کرنا۔ اس لئے کہ بخیل اور حاسد دوزخ میں جائیں گے۔

اپنے حال کو مخلوق پر ظاہر نہ کرنا اور ظاہر کو خوامخواہ مُزیّن نہ کرنا اس لئے کہ ظاہر کی ٹیپ ٹاپ باطن کی خرابی کا سبب ہوتی ہے۔ اَللہ تعالیٰ نے رزق عطا کرنے کے جو وعدے فرمائے ہیں ان وعدوں پر بھروسہ کر۔ اَللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے رزق کی ضمانت لے لی ہے۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ہ

"زمین پر چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے مگر اُس کا رزق اَللہ کے

marfat.com

ذمّے ہے۔"

تمام مخلوق سے (رزق کے سلسلے میں) بالکل مایوس ہوجانا۔ مخلوق سے جی نہ لگانا۔ حق بولنا اور مخلوق میں سے کسی کا سہارا نہ ڈھونڈنا۔

تجھے لازم ہے کہ خصوصیت سے اپنے نفس کی حفاظت کا اہتمام کرے اور لایعنی باتوں سے بچتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"انسان کےلئے اسلام کی خوبصورتی سے ہے یہ بات کہ، وہ لایعنی اور بے کار باتوں سے پرہیز کرے۔"

کھانے پینے، سونے اور کلام کرنے میں کمی کرنا۔ تیرا عمل خالص ہو۔ تیری آنکھ رونے والی، تیری دُعا، جُہد وسعی عمل ہو، تیرے کپڑے پُرانے، تیرے رُفقاء فقراء ہوں، تیرا گھر مسجد تیرا مال فقہ، تیری زینت زُھد، تیرا مُونس کریم ہو۔

کسی سے بھائی چارہ اور دوستانہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک اُس میں پانچ خصلتوں کو نہ پالے:

۱ : وہ مال داری کے مقابلے میں فقر کو مُقدّم رکھنے والا ہو۔

۲ : جہالت کے مقابلے میں علم کو اختیار کرنے والا ہو۔

۳ : علم کے مقابلے میں عمل کو زیادہ پسند کرنے والا ہو۔

۴ : دُنیا پر آخرت کو فوقیت دینے والا ہو۔

۵ : (اللہ کے راستے کی) ذلّت کو (دنیاوی) عزّت پر ترجیح دینے والا ہو۔ علاوہ ازیں وہ علمِ ظاہر و باطن میں کامل و بصیر ہو۔ نیز وہ موت کے لئے مُستعد ہو۔

اے بیٹا! دُنیا اور اُس کی ظاہری رونق و زینت پر فریفتہ نہ ہو جانا دُنیا ظاہر میں سرسبز، پُررونق اور پُراز حلاوت معلوم ہوتی ہے

marfat.com

کو محروم دیکھا اور جس کسی کو طالبِ دُنیا دیکھا مغموم پایا۔ ذلّت و خواری مَیں نے اُن لوگوں میں مشاہدہ کی جو طاعتِ مخلوق میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور عزّت و شرف اُن لوگوں میں دیکھا جو طاعتِ خالق میں مصروف ہیں۔ مَیں نے عاقل اگر دیکھا تو اُس شخص کو جو آخرت کی طرف متوجّہ ہے۔ دُنیا کے راغب کو مَیں نے بس دُنیا ہی میں مشغول اور جان کھپاتے دیکھا۔ دنیا سے بے پرواہ کو فارغ البال اور مطمئن پایا اور یہ بھی دیکھا کہ جو واقعی "مُرید" ہے وہ (سچّا) طالب ہے اور جو فقط مُریدی کا دعویٰ ہی دعویٰ کرتا ہے اُس کو کاذب پایا۔ مَیں نے برکتِ رزق اور برکتِ عمر طاعتِ خداوندی میں پائی اور دُنیا و آخرت دونوں (کی کامیابی) مُتابعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پائی۔ مَیں نے داخلۂ جنّت اکلِ حلال میں دیکھا۔

جان لے اے فقیر! (اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے) کہ فقر و درویشی کی زینت اور دُنیا داران چیزوں پر ہے جن کو مَیں بیان کرتا ہوں:

تیرا زادِ راہ تقویٰ اللہ ہو۔ تیری بلندی افلاس ہو۔ تیرا سفر اخلاص ہو۔ تیرے انفاس مراحل ہوں، تیری منزل قبر ہو۔ تیرا ساتھی یقین ہو۔ تیری تدبیر عجز انکساری ہو۔ تیرا گھر خلوت ہو۔ تیری مجلس مسجد ہو۔ تیرا درس حکمت ہو۔ تیری نظر عبرت ہو۔ تیری محافظ حیا ہو۔ تیری عادت حُسنِ خلق ہو۔ تیری مُعلّم قناعت ہو۔ تجھے نصیحت کرنے والے مقابر ہوں۔ تیرے واعظ حوادثِ ایّام ہوں۔ تیرا سماع ذکرِ موت ہو۔ تیرا ہتھیار وضو ہو۔ تیری سواری پرہیز گاری ہو۔ تیرا دشمن شیطان ہو۔ تیرا عدوّ نفس ہو۔ دنیا تیرے نزدیک ایک قید خانہ ہو اور خواہشِ نفس تیری نظر میں دارو غنہ جیل ہو۔ تیری رات قطوع (نفل) ہو اور تیرا دن اِستغفار ہو، تیرا قلعہ دین ہو، تیرا اشارہ شرع ہو۔ تیری محبوب کتاب اللہ ہو۔ تیری انیس سُنّتِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو۔ تیرا اُنس اعمال اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن ہو اور تیرا مشغلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم پر درود بھیجا ہو۔ نفسِ اَمّارہ سے بچ یارہ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسِ اَمّارہ کو تمام اشیاء میں شریرترین بنایا ہے اور یہ نفس تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہر وقت موجود ہے۔ نفس کی مثال اس چور کی ہے جو گھر کے تمام سازوسامان سے خوب واقف ہو۔ نفس کی صفاتِ مذمومہ یہ ہیں کہ وہ شر سے محبّت اور خیر سے بُغض رکھتا ہے۔ عہد (عبدیّت) سے مخالفت اور بیجا خواہشات سے موافقت رکھتا ہے۔ تُو اسے طاعت کی طرف بُلائے گا وہ تیری حق میں معصیّت کی تحریک کرے گا۔ نفس شہوتِ خواہش کے مُعاملہ میں چوپایوں کی مانند ہے۔ نفس خوف کے عالم میں بلّی کی طرح ہو جاتا ہے اور امن کے زمانے میں شیر اور چیتا بن جاتا ہے۔ نفس کی ایک بُری عادت یہ بھی ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے تو ڈرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذابِ الیم سے نہیں ڈرتا۔ شیطان نفس کے قبضہ میں ہے اور اُس کے بہت سے مددگار ہیں۔ جیسے دُنیا اور دُنیا کی ٹیپ ٹاپ اور دُنیا کے مُتعلقات۔ نفس کے ہر ہر مددگار کے پاس لشکر، فوجیں، خیل وحشم اور زینتِ حیات کے سلسلے کی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ جیسے کثرتِ نوم، کثرتِ اکل، کثرتِ ضحک و مزاح، حُبِّ دنیا، مالداری، تکبّر، حسد، چُغلی، عاداتِ ذمیمہ، شربِ خمر۔ ارتکابِ معاصی، لہو ولعب۔ جمع مال؛ طُولِ آمال، جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اُس کو نفس کے عیوب سے آگاہ کر دیا اور نفس کو مُسخّر کرنے میں اعانت فرمائی۔

تُو نفس کے مُنہ میں تقوے کی لگام دے اور اُس کو تواضع و انکساری کی زنجیروں میں جکڑ دے۔ عقل کو اس کا عقال (بندھن) بنا دے۔ شرع کو اُس کا قید خانہ اور عبادات کو اُس کا داروغہ بنا دے۔ عبادت و طاعت کے اندر بھی نفس کی طرح طرح کی مکّاریاں اور عیّاریاں دخل انداز ہوتی ہیں اور یہ مکّاریاں معصیّت والی مکّاریوں سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہیں مثلاً: عبادت کو دکھانے کے لئے سنوارنا، قیمتِ عمل طلب کرنا، ریاکاری

marfat.com

اُن کے حسنِ استعداد کی بنا پر خرقۂ کبیر عطا فرمایا ہے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے اُن کے لئے مزید
اجتہاد اور علمِ نافع سے مزید حصّہ طلب کیا ہے۔ ایسا علمِ نافع جو طریقِ استقامت پر چلنے
کے لئے مُعین و مددگار ہو اور مَیں نے اُن کو اجازت دی ہے کہ وہ جس کو چاہیں خرقہ
پہنائیں۔ مَیں نے اُن کو اجازت دے دی ہے کہ وہ میری تمام مسموعات و مجموعات
کی روایت کریں۔ در اس کتاب کی بھی اجازت دے دی ہے کہ جس کا نام عوارف المعارف
ہے۔ میں نے عوارف المعارف کا ایک نسخہ بھی اُن کو دے دیا ہے۔ پس شیخ بہاؤالدّین
(رحمۃ اللہ علیہ) کو مطالعہ کرنے اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ فہم اور آگاہی مانگنے کے
بعد اس کتاب کے درس و روایت کی اجازت ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا اور مددگار
ہے۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ وآلہٖ
اجمعین۔

یہ تحریر ۱۲ ذی الحجہ کی شب کو ۶۲۶ھ میں مکہ معظمہ میں حرم شریف کے اندر
لکھی گئی ہے۔

marfat.com

مجموعۂ وصایا کے چند

اقتباسات

نصائح، ملفوظات اور کلماتِ طیبات

عزّت، ایک ایسا راستہ ہے جو تکبّر کی آگ کی پُشت پر پھیلا ہوا ہے۔ جو شخص عزّت کی صراطِ مستقیم سے ذرّہ برابر بھی انحراف کرے گا وہ تکبّر کی آگ میں جا گرے گا اور جل جائے گا اسی طرح تواضع بھی ایک راستہ ہے جو ذلّت کی پُشت پر واقع ہے جو تواضع کی صراطِ مستقیم سے تھوڑا سا بھی ہٹے گا ذلّت کے گڑھے میں جائے گا۔ مُدارات اور رعایت، صلح جوئی) بھی ایک راستہ ہے جو مداہنت (سُستی و چشم پوشی) کی پُشت پر ہے۔ پس جو شخص صراطِ مدارات سے اِدھر اُدھر ہوگا، نارِ مداہنت میں گر پڑیگا اس نازک فرق سے سوائے عُلما، راسخین کے کوئی آگاہ نہیں۔ اگر کوئی شخص عُلوم ظاہرہ کے دفتر کے دفتر پڑھ لے تب بھی وہ اس قسم کی اشیاء میں تمیز نہیں کر سکتا جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔ ہاں اگر کسی نے مکتبِ تقویٰ میں تعلیم حاصل کی ہے تو وہ اس طرح کے باریک فرق سمجھ لے گا۔ اس لئے کہ (اکثر) عُلومِ ظاہرہ تقویٰ سے بالکل الگ چیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا، مدد کرنے والا ہے۔

۲ : عزلت (خلوت) اصل ہے اور اختلاط (میل جول) فرع ہے۔ پس اصل کو اختیار کرو اور (بلاضرورت) مخالطت نہ کرو اور اگر مخالطت کرتے ہو تو اطمینان و دلیل کے ساتھ کرو۔ پھر مخالطت کی صورت میں یہ بات بھی واضح رہے کہ

marfat.com

کہ خاموشی اصل ہے اور نطق وگویائی فرع ہے۔ پس اصل کا التزام کرو اور بغیر بُرہانِ
دلیل کے گفتگو نہ کرو۔ اللہ تائید کرنے والا ہے۔

۳ : فضل اللہ اور انعاماتِ الٰہیہ کے نفائس سے پورا حصہ ملنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک
تو کتابُ اللہ کے موافق عمل کرنے کی توفیق مل جائے۔ وُہ کتابُ اللہ، جس کے سامنے او
پیچھے سے (غرض کسی جانب سے) باطل نہیں آسکتا۔ اور جو لائقِ حمد حکمت والے
کی طرف سے اُتاری ہوئی ہے۔ دوسرے اُن پسندیدہ (آثار اور) آرار کا تتبع نصیب
ہو جائے جن کے ذریعے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر صحیح چلنا میسّر ہو
سکے۔

جب یہ اصل مضبوط و مستحکم ہوگئی تو طریقِ قدیم اور صراطِ مستقیم پر قدم آجائے گا
تقویٰ اُمستحق ہوگا، اعضار مناہی (ممنوعات سے) بچیں گے اور اوامر کو بجالائیں گے

۴ : جب کسی بندے کا قلب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو (بکثرت) پڑھنے
سے صاف ہو جاتا ہے تو کائنات کے تمام ذرّات کا اس کے قلب سے اِس طرح
اِتّصال ہو جاتا ہے جس طرح رگوں کا جسم سے ہے۔

۵ : "احوال" مغز اور گری کی مانند ہیں۔ یہ احوال اس وقت تک محفوظ
نہیں رہ سکتے جب تک (نیک) اعمال کے چھلکے ان کی حفاظت نہ کریں۔

۶ : ہر اس قلب کے لئے جو حُبّ دُنیا میں مقیّد و مُبتلا ہے، عالمِ غیب
کے سمندروں میں غوطہ لگانا ممنوع ہے۔

۷ : بندہ برابر بابِ طلب کو اپنی سعی و کوشش سے کھٹکھٹاتا رہتا
ہے یہاں تک کہ وہ "ذو قلب" (دِل والا) بن جاتا ہے اور جو ذو قلب ہوگیا اُس کی
ولادت گویا از سرِ نَو ہوتی۔ اَب وہ اس قابل ہوتا ہے کہ ملکوتُ السّماء والارض میں داخل
ہو جائے (اور اُس کی سیر کرے)۔

marfat.com

۸ : وہ عُقلاء، جن کی عقلوں سے نورِ ھدایت قریب ہے، فانی پر باقی کو ترجیح دیتے ہیں اور نفوسِ انسانیہ اپنی پیدائش خصلت کے اِعتبار سے فانی اشیاء کی طرف رغبت رکھتے ہیں مگر جس نفس کو اَللہ تعالیٰ توفیق دیدے وہ نورِ رُوح کے سرایت کر جانے کے بعد نفسِ مطمئنّہ بن جاتا ہے اور امرِ اَللہ تعالیٰ کی طرف مُتوجّہ ہو جاتا ہے۔

۹ : اَللہ تعالیٰ نے اپنی لطیف حکمت سے اَولادِ آدم کے اوضاع و اطوار مختلف رکھے ہیں۔ ان میں بعض وہ ہیں جن کو بامِ عِلّیّین تک ترقی نصیب ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جو سِجّین کی پستی کی طرف جھکتے ہیں۔ جس کسی کا تقویٰ اس کو ھدایت کی طرف کھینچ لیتا ہے وُہ اِس فانی دُنیا کی تمام اشیاء کو ہیچ سمجھتا ہے اور اپنے نفس کو فقط دُنیا کی چیزوں کی تحصیل میں نہیں کھپاتا۔ اُس کی ہمّت "مجاورتِ مَلاءِ اعلیٰ" کی طرف مُتوجّہ ہوتی ہے۔ وہ تہذیبِ نفس اور تزکیۂ نفس کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور نفس کے جوہر کو رزائل اور اخلاقِ غیر محمُودہ سے صاف کر کے فضائل اور اخلاقِ محمُودہ سے آراستہ کرتا ہے۔ اُس کی عبادت اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ تلاوتِ کلامُ اللہ میں اس کو راحت محسوس ہوتی ہے۔ دوامِ ذکر میں اُنس حاصل ہوتا ہے۔ قیامِ لیل اور صیامِ نہار میں اُس کو لذّت ملتی ہے۔

۱۰ : اَصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی مُلازمت و صُحبتِ اقدس کی وجہ سے خلوت سے مُستغنی تھے اُن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں رہنا اور آپ کے ہمراہ جہاد کرنا خلوت سے افضل و بہتر تھا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مُرید صحبتِ شیخ سے، بغیر خلوت میں گئے (اور بغیر چلّہ کشی کئے) تربیت حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے دل میں باطنِ شیخ سے وُہ برکات پہنچتی ہیں جو خلوت سے بے نیاز کر دیتی ہیں لیکن بعض مُریدوں کے لئے

marfat.com

خلوت ہی مُناسب ہے۔

۱۱ : مُرید کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مخلوق کو مُتوجّہ اور راضی کرنے کے لئے (بعض اعمال) چھوڑے یا (بعض اعمال) انجام دے۔ جب اچّھے اعمال کرے اور نفس اس بات کی طرف متوجّہ ہو کر مخلوق کی نظریں ان اعمال کی طرف پڑیں تو استغفار کرے مگر اچّھے اعمال کو اس بنا پر بالکل نہ چھوڑے۔ بالآخر حُسنِ عمل کی برکت سے ریاء کاری زائل ہو جائیگی۔

۱۲ : جب کسی بُرے کام کے زائل کرنے پر قادر ہو تو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ زائل کرے۔ امر بالمعروف بھی مامُور بہ ہے مگر امر معروف، معروف اور معقول طریقے سے ہونا چاہیے۔ عاصیوں پر (ایکدم) ہتھیار اور ڈنڈے لے کر نہ چڑھ جائے بلکہ از جانبِ شرع نائب بن کر حسبِ مقدرت اور حسبِ حیثیت مُنکر کو زائل کرے اور نیّت خالص رکھے نیز ریاء و سُمعہ سے دُور رہے۔

۱۳ : جو دُنیا کا اور جاہ و مرتبہ کا حریص ہے وہ شیخ بننے کی صَلاحیت بالکل نہیں رکھتا۔ شیخیّت کا اہل وہ ہے جو اپنی خواہش کا مُتبع نہ ہو۔

کتبہ: حافظ محمد سراج سعدی

marfat.com